میثم قادری

تاریخِ سرقہ

اور

بھیروی صاحب کی تنقید کا جواب

مرتب

شہزادہ صدر العلماء حضرت علامہ مولانا سید محمد یزدانی صاحب

ناشر

جیلانی دار الاشاعت

دہلی گیٹ ضلع سنبھل، یوپی

یہ بیسویں صدی کا عجوبہ تو دیکھیے

قطرہ اچھل رہا ہے سمندر کے سامنے

منجانب :-

تاریخی سرقہ

اور

بھیروی صاحب کی تنقید کا جواب

مرتب

شہزادۂ صدرالعلماء حضرت علامہ مولانا سید محمد یزدانی صاحب

ناشر

جیلانی دارالاشاعت، دہلی گیٹ، ضلع سنبھل، یوپی۔

نام کتاب: تاریخی سرقہ اور بھیروی صاحب کی تنقید کا جواب

مرتب: شہزادہ صدر العلماء حضرت سید محمد یزدانی میاں

صفحات: ۲۴

سن اشاعت: مارچ ۲۰۱۵ء

بار اول : پانچ ہزار

ناشر : جیلانی دار الاشاعت وہلی گیٹ ضلع سنبھل یو. پی.

منقبت در شان حضرت صدر العلماء محدث میرٹھی قدس سرہٗ

از بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور

وہ صدر تھے، وہ شاہ تھے بلند پایہ گاہ تھے
فراز چرخ فضل پر وہ فخر مہر و ماہ تھے
وہ اپنے فقر و زہد میں علی کی جلوہ گاہ تھے
وہ اپنے دم سے علم و فن کی جنت نگاہ تھے
خدا کی قدرتوں کے ایک معتبر گواہ تھے

گدائے بوریہ نشیں کچھ ایسے کج کلاہ تھے
ہزاروں کاروانِ علم جن کی گرد راہ تھے
وہ سید رہ صفا وہ شمع نورِ مصطفےٰ
وہ بندگانِ خاص میں قبول بارگاہ تھے
وہ کاروانِ شوق کے امیر و سربراہ تھے

امامِ صرف و نحو تھے ادب میں غرق و محو تھے
فقیہ شہر و دہر تھے محدثِ انام تھے
علوم عقلیہ میں ان کا مرتبہ بلند تھا
مفسروں کے شیخ تھے، کلام کے امام تھے
وہ اپنی خوبیوں میں بے نظیر و بے پناہ تھے

وہ صاحب قلم بھی تھے وہ مالک سخن بھی تھے
وہ اپنی درسگاہ میں حکیم علم و فن بھی تھے
غریب طالبانِ دیں پر فضل ذوالمنن بھی تھے
وہ عارفوں کی انجمن کی شمع انجمن بھی تھے
فقیروں کے فقیر اور شہوں کے بادشاہ تھے

وہ منعم نعیم تھے وہ صدر کے حطیم تھے
وہ شیخ اشرفی کے دائرے کے اِک زعیم تھے
وہ حافظ سرا وا کے مصاحب و ندیم تھے
وہ اپنے ہمسروں میں اِیک گوہر یتیم تھے
وہ رہ روانِ حق کی اِک عظیم شاہ راہ تھے

میں ان کی بارگاہ کا فقیر بے نوا سہی
وہ اپنی عظمتوں کے ساتھ میرے خیر خواہ تھے
میں ان کی بارگاہ میں یہ نظم نذر لایا ہوں
اگر چہ میرے سارے شعر مثل برگ کاہ تھے
میں ان کا عبد خاص ہوں وہ میرے بادشاہ تھے

سرقۂ کامل جس میں خیر الاذکیا بھی شامل

بعض صاحبان کو شارح ومحشی بننے کا شوق ہو گیا ہے، خود میں اتنی صلاحیت نہیں کہ کسی درسی کتاب خصوصاً علم نحو کی شرح کر سکیں، لہٰذا انہوں نے آسان راستہ یہ اختیار کیا کہ دوسروں کی تصنیف کو اپنے نام منسوب کر لیا جائے، چنانچہ ایک مولوی صاحب نے سستی شہرت اور جھوٹے وقار کو حاصل کرنے کی غرض سے والدِ گرامی حضرت صدر العلماء کی شہرۂ آفاق کتاب "البشیر الکامل بحل شرح مائۃ عامل" کو جدید نام دے کر اپنا حاشیہ قرار دے دیا، چنانچہ اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر جلی قلم سے تحریر ہے:

اردو حاشیہ بنام تاریخی

البشیر الکافل لشرح مائة عامل

۱۴۳۰ ہجری

اس کتاب میں مصنف کی گرہ کا کچھ بھی نہیں بلکہ از اوّل تا آخر سرقہ وغصب ہے، لوگ سالہا سال محنت و مشقت اور کتب بینی کر کے مصنف بنتے ہیں، اور یہ مولوی صاحب راتوں رات سرقہ کر کے شارح ومحشی بن گئے۔

نہ ہلدی لگی نہ پھٹکری رنگ چوکھا

اس سازش میں تین صاحبان شریک ہیں، ایک اُستاذِ محترم اور دو ان کے فیض یافتہ شاگرد رشید جیسا کہ مذکورہ کتاب سے ظاہر ہے۔

شاگردِ اوّل مولوی محمد مسعود احمد صاحب برکاتی مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہیں، آپ ہی اس مسروقہ کتاب کے مصنف ہیں، آپ ہی نے دُنیوی ناموری کی خاطر یہ کارنامہ انجام دیا کہ "البشیر الکامل" کی شرح وترکیب کی عبارتوں کو بلفظہٖ نقل کر کے اپنی تحقیق وتصنیف قرار دیا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اس سے ادارے کا

وقار مجروح ہوگا، نیز موصوف کا یہ عمل شرعاً بھی جرم ہے اور قانوناً بھی، شرعاً تو ظاہر اور قانوناً اس لئے کہ حضرت صدر العلماء کی جملہ شروح کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں لہٰذا اس کے نام کی کاپی کرنا، یا اس کے کسی بھی قسم کے مواد کی نقل کر کے اپنے نام منسوب کرنا قانونی طور پر جرم ہے، **نظر بر آں** آپ کے خلاف قانونی کاروائی کرنے کا ہمیں حق حاصل ہے، لیکن بعض حضرات کے مشورے پر ہم خاموش ہیں، لہٰذا اس کی طباعت بند کر دیجئے ورنہ ہم آپ کی ضیافت عدالت میں کریں گے اور جملہ خسارے کے آپ ذمہ دار ہوں گے۔

بہر حال آپ نے مذکورہ کتاب میں اپنی فریب کاری پر پردہ ڈالنے کے لئے اور حقیقت کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے لئے مندرجہ ذیل جعل سازی کی ہے:

(۱) آپ نے مسروقہ کتاب میں "البشیر الکامل" کی عبارتوں کو اُن ہی الفاظ کے ساتھ کہیں مقدم کیا، اور کہیں مؤخر۔

(۲) کہیں شرح اور حاشیہ کی عبارتوں کو اُن ہی الفاظ کے ساتھ خلط ملط کیا۔

(۳) کہیں ایسا کیا کہ حضرت صدر العلماء نے کسی چیز کے اقسام حسن ترتیب سے بیان فرمائے ہیں، آپ نے ان ہی الفاظ کے ساتھ ان کی ترتیب بدل دی۔

(۴) کہیں ایسا کیا کہ کسی لفظ کی شرح ان ہی الفاظ کے ساتھ آدھی نقل کی اور بقیہ گول کر دی، اور پھر اس کے بعد تحریر کر دیا کہ اس کی مزید تفصیل "البشیر الکامل" میں ملاحظہ کریں۔

(۵) کہیں ایسا کیا کہ حضرت صدر العلماء نے متن کے جس لفظ پر شرح کا نشان لگا کر اس کی شرح بیان فرمائی آپ نے وہ نشان اس کے متصل لفظ پر لگا کر ان ہی الفاظ میں وہ شرح نقل کر دی۔

(۶) جا بجا حضرت نے اضافی فوائد بیان فرمائے اور دورانِ تشریح وترکیب سوال وجواب قائم فرما کر ان کے تحت وہ معانی ومطالب جو پردۂ خفا میں تھے، ان کی وضاحت فرمائی، آپ نے انہیں بھی اپنی ذہنی کاوش قرار دیدیا۔

(۷) اسی طرح حضرت صدر العلماء نے شرح وترکیب میں کسی نحوی کے مسلک کو ترجیح دی اور اس پر مزید احتمالات ذکر فرمائے یا کسی نحوی کے موقف پر اعتراض وارد کر کے اپنا موقف پیش کرنے سے قبل "فقیر کی نظر قاصر" یا "فقیر کی کوتاہ نظر میں" جیسے کلمات رقم فرما کر اپنا موقف مع وجوہ بیان فرمایا جو حضرت کی ذاتی تحقیق اور تدقیق نظر کا نتیجہ ہے، آپ نے ان کلمات کو اپنی فریب کاری کی قینچی سے کتر کر اس کی جگہ ایسا لفظ رکھ دیا جس

سے یہ معلوم ہو کہ یہ تدقیق نظر آنجناب کی خود کی تحقیق ہے۔

(۸) اسی طرح حضرت صدر العلماء نے ترکیب میں ہر ہر لفظ کی ہندی کی چندی اس لئے کی تا کہ نحو میر میں پڑھے ہوئے مسائل کا اجرا ہو جائے اور وہ مسائل طالب علم کو مستحضر ہو جائیں کہ فلاں لفظ معرب و مبنی کی فلاں قسم سے ہے، اور اس کا اعراب لفظی ہے یا تقدیری یا محلی وغیرہ تا کہ عربی عبارت پڑھنے میں طالب علم سے خطا واقع نہ ہو، آپ نے ترکیب میں بیان کردہ اقسام واعراب اور اقسامِ ضمائر اور ان کے مراجع وغیرہ کے ذکر کو اُڑا کر بقیہ ترکیب ان ہی الفاظ میں نقل کر دی۔

غرضکہ یہ تمام ہیرا پھیری آپ نے اس لئے کی تا کہ ناظرین آپ کی فریب کاری اور مکاری سے واقف نہ ہو سکیں، لیکن آپ یہ بھول گئے کہ ع

تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

ہم نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ ہم نے آپ کی مسروقہ کتاب ''البشیر الکافل'' کا ''البشیر الکامل'' سے بالاستیعاب تقابلی جائزہ لیا ہے، بندہ پرور! آپ نے جھوٹے وقار کو حاصل کرنے کی غرض سے جو کارنامہ انجام دیا ہے اس کے بارے میں تصنیفی بددیانتی، اسلامی دیانتداری کی خلاف ورزی جیسے الفاظ آپ کے حق میں بہت ہلکے ہیں، معاف فرمایئے، اگر آپ کو ''سارقِ ملت'' یا ''غاصب ملت'' جیسے القاب سے نوازا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ — دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ مذکورہ مسروقہ کتاب میں خواہ شرح ہو یا ترکیب، آپ کی خود کی جیب کا کیا ہے؟ آپ نے اس میں کونسا تیر مارا یا کونسی نئی بات پیش کی ہے جو ''البشیر الکامل'' میں نہیں ہے؟ اور وہ آپ کا خود کا علمی کمال ہے۔

وہ کونسے اضافہ کردہ مسائل ہیں جن کو آپ نے مسروقہ کتاب میں بیان فرمایا جیسا کہ بعض احباب کے استفسار پر آپ نے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ میں نے مذکورہ کتاب میں مزید مسائل کا اضافہ کیا ہے جو ''البشیر الکامل'' میں نہیں ہیں، اگر آپ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو ان کی نشاندہی فرما دیجئے۔

اور جب اس کے مندرجات شرح وترکیب، معانی ومطالب اور اضافی فوائد وغیرہ حتیٰ کہ اس کے الفاظ بھی آپ کی علمی کاوش، خود کی تحقیق نہیں بلکہ سرقہ وغصب ہے تو پھر اس کو خود کی تصنیف، خود کا حاشیہ، خود کی شرح، خود کی تحقیق کہتے آپ کو شرم وحیا کیوں نہیں آئی؟ یا اسے بھی فروخت کر دیا ہے؟

ایک رہزن بھی رہزنی کو ڈاکہ ہی تصور کرتا ہے اور اس فعل کو اپنے ضمیر کی عدالت میں جرم ہی سمجھتا ہے، اور آپ دین کے رہبر ہو کر اس سرقہ وغصب کو جرم نہیں سمجھتے، یہ آپ کی شرح یا حاشیہ نہیں بلکہ خیانت وبددیانتی، سرقہ وغصب جیسے جرمِ عظیم کا بدنما داغ ہے جو کسی کیمیکل سے بھی صاف نہیں ہوگا، شارح اور محشی بننے کے شوق نے آپ کو اربابِ علم کی نظروں میں رُسوا کر دیا ہے، اگر فرصت مل جائے تو تنہائی میں بیٹھ کر سوچئے گا کہ

کیا کہہ کے پکاریں گے محشی کل کے

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اس پر ظفر — آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیئے

شاگردِ دوم مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور ہیں، آپ نے مذکورہ کتاب کے مصنف مذکور کے حق میں جس دیدہ دلیری کے ساتھ جھوٹی شہادت دی ہے، شاید ہی اس کی مثال ایسے شخص کی تحریر میں نہیں مل سکتی جس کے دِل میں خوفِ خدا یا کم از کم شرم وحیا کا مادہ ہو، چنانچہ مسروقہ کتاب ''البشیر الکافل'' کے صفحہ:۱۵۶ پر آپ کی تقریظ ہے جس کی سرخی ''صاحب البشیر الکافل'' ہے، اس کے تحت آپ نے مصنف مذکور کی تاریخ ولادت باسعادت، تعلیم وتربیت اور آپ کی تدریسی، تبلیغی، تعمیری خدمات اور جن اساتذۂ کرام سے فیض حاصل کیا ہے، ان کے اسماء گرامی ذکر فرمائے، خصوصاً اپنے استاذِ محترم کو مخصوص لقب سے یاد فرمایا، پھر اس کے بعد موصوف کی تصنیفی خدمات یعنی ''مقالات'' کو شمار کراتے ہوئے نمبر ۸ پر فرماتے ہیں:

''یعنی صاحب البشیر الکافل حضرت مولانا محمد مسعود احمد صاحب برکاتی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے مذکورہ مقالات کے علاوہ درسِ نظامی کی مشہور کتاب شرح مأتہ عامل پر اردو زبان میں حاشیہ بھی لکھا ہے، اس میں آپ نے عربی عبارت کی نحوی ترکیب اور تشریح طلب الفاظ کے معانی، نحوی اصطلاحات کی تعریفات اور عوامل کے تعلق سے ضروری باتیں بیان کی ہیں، جن کا ذکر ''شرح مأتہ عامل'' میں نہیں ہے.......... استاذِ معظم .... نے اس کا تاریخی نام ''البشیر الکافل لشرح مأتہ عامل'' تجویز فرمایا جس کے ۱۴۳۰ اعداد نکلتے ہیں۔''

برا ہو جھوٹے وقار اور جھوٹی ناموری کا جو انسان کو اتنا اندھا کر دے کہ وہ حق کو حق نہ کہہ سکے اور سستی شہرت کے حصول کے لئے دروغ گوئی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لے ایسے اُستاذ سے طلبہ کیا خاک فیض پائیں گے،

جناب کاذب صاحب! اگر آپ کا مذکورہ بالا بیان صداقت پر مبنی ہے، غیرت وحمیت باقی ہے تو بتائیں کہ وہ کون سی نحوی اصطلاحات ہیں جن کی تعریفات آپ کے استاذ بھائی مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی نے مسروقہ شرح میں بیان فرمائی ہیں۔ وہ کون سے تشریح طلب الفاظ ہیں جن کے معانی انہوں نے بیان کیے ہیں اور عوامل کے تعلق سے وہ کون سی ضروری باتیں ہیں جن کو مصنفِ مذکور نے بیان کیا ہے اور کیا متن کی نحوی ترکیب ان کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے؟ سبحان اللہ! یہ منہ اور مسور کی دال۔

بندۂ خدا! اگر اتنی لیاقت وصلاحیت ہوتی تو سرقہ کیوں کرتے؟ یہ تمام باتیں وہ ہیں جن کو حضرت صدر العلماء نے اپنے جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور آپ کے استاذ بھائی مصنف مذکور نے بعینہٖ انہی الفاظ میں مسروقہ شرح ''البشیر الکافل" میں نقل کر دیں اور آپ اس کو ان کا اردو حاشیہ اور ان کا علمی کارنامہ قرار دے رہے ہیں۔ ایک دنیادار بھی جھوٹے کے حق میں شہادت دینے سے گریز کرتا ہے اور آپ دین دار ہو کر سارق وغاصب کے حق میں بلا تکلف جھوٹی شہادت دے رہے ہیں۔ کیا آپ بھی ضمیر کا سودا کر چکے ہیں؟

نظر برآں آپ کی یہ شہادت ایسی ہی ہے جیسے کوئی جھوٹا اپنی صفائی میں کسی جھوٹے کو پیش کر دے جو قانوناً بھی نامقبول اور شرعاً بھی مردود بلکہ معذرت کے ساتھ آپ کے حق میں یہ کہنا برمحل ہوگا کہ گویا آپ نے یہ شہادت دے کر چور کا بھائی گرہ کٹ کا کردار ادا کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے انہی مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ کارنامہ بھی انجام دیا کہ انہوں نے "البشیر الکامل "کو نقل کر کے اپنی تصنیف قرار دیا اور آپ نے حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ غلائنی مصری قدس سرہ کی مشہور تصنیف 'جامع الدروس العربیہ" شائع کردہ بیروت لبنان کو نقل کر کے اپنی تصنیف قرار دیا اور اس کا نام 'کافیہ النحو "رکھا جو الجامعۃ الاشرفیہ کے نصابِ تعلیم میں داخل ہے۔

خدارا! انصاف کیجیے، کیا نام بدلنے سے حقیقت پر پردہ پڑ گیا اور وہ آپ کی تصنیف ہو گئی؟ اور جب ایسا نہیں اور ہرگز نہیں کیوں کہ مذکورہ کتاب میں آپ کی گرہ کا کچھ بھی نہیں تو پھر آپ نے اسے اپنے نام سے منسوب کیوں کیا؟ کیا یہ غلط بیانی اور سرقہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ فریب کاری نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ کیا اس سے الجامعۃ الاشرفیہ کا وقار مجروح نہ ہوگا اور حضور حافظ ملت قدس سرہ کی روح کو تکلیف نہ ہوگی؟

آہ افسوس! کہ یہ کام غیر کیا کرتے تھے اور کرتے ہیں، اب آپ نے بھی شروع کر دیا جو بدترین خیانت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حضور سربراہ اعلیٰ مدظلہ العالی اس کا ضرور نوٹس لیں گے تاکہ غیروں کو انگشت نمائی کا موقعہ نہ ملے۔

سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے: اذا لم تستحی فاصنع ما شئت، شرم وحیا رخصت کر کے آدمی جو چاہے کرے۔

منصفی دنیا سے ساری اٹھ گئی ؛ اے بتو! ایمانداری اٹھ گئی

دوم یہ کہ آپ اپنے استاذ محترم کے حق میں کتنے فراخ دل واقع ہوئے کہ آپ نے اپنی تقریظ میں ان کے نام سے قبل لقب ''صدر العلماء'' کا پیوند لگایا جب کہ وہ اس کے اہل نہیں اور حضرت صدر العلماء کے حق میں اتنے تنگ نظر واقع ہوئے کہ مذکورہ تقریظ میں چند سطر کے بعد آپ نے ان کا ذکر فرمایا مگر ان کے اسم گرامی کے ساتھ لقب ''صدر العلماء'' لگانا بھی گوارا نہ کیا جب کہ یہ لقب حضرت کو آپ جیسے مولویوں نے نہیں دیا بلکہ اکابر اہل سنت نے آپ کی جلالت علمی اور دینی خدمات کی بنا پر عطا کیا جیسے حافظ ملت، جلالۃ العلم، مجاہد ملت اور شمس العلماء وغیرہ القاب تفویض ہوئے، لیکن آپ نے اس لقب کو بھی اپنے استاذ کی خالی جھولی میں ڈال دیا۔ لائق اور سعادت مند شاگرد ایسے ہی ہوتے ہیں اور جب آپ نے اس لقب سے نوازہی دیا ہے تو اب ذہن حاضر رکھ کر جواب دیجیے۔

کیا آپ کے استاذ محترم لقب حافظ ملت یا جلالۃ العلم کے اہل ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو آپ نے اپنی تقریظ میں بجائے ''صدر العلماء'' حافظ ملت یا جلالۃ العلم حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب دام ظلہ تحریر کیوں نہیں کیا؟ کیا آپ کو تحریر کرتے شرم آتی تھی یا اور کوئی خطرہ درپیش تھا؟ اگر اس کے اہل نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر لقب ''صدر العلماء'' کے اہل کیسے ہو گئے؟

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ القاب کو یہ اختیار اور اجازت دے دے کہ جو بھی تمہارا بیجا استعمال کرے تو تم اس کی گردن مار دو تو ہر روز سننے میں آتا کہ آج فلاں کی گردن ماردی گئی، آج فلاں کا قتل ہو گیا۔ جناب والا! شکر کیجیے کہ اجازت نہیں ملی ورنہ کب کی اخبار میں سرخی لگ گئی ہوتی کہ لو آج استاذ محترم کا بھی چراغ گل ہو گیا۔ القاب ضرور دیجیے مگر سوچ سمجھ کر کہ اس طرح تفویض کرنے سے نہ صرف ان کی بے توقیری ہوتی ہے بلکہ ان کی عظمت مجروح ہوتی ہے۔ آئندہ را احتیاط!

ان دونوں صاحبان کے استاذ محترم حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب ہیں جو الجامعۃ الاشرفیہ میں اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔ آپ ہی کی سرپرستی میں یہ کارنامہ انجام دیا گیا اور آپ ہی نے اس مسروقہ کتاب کا تاریخی نام "البشیر الکافل لشرح ملۃ عامل" تجویز فرما کر شاگرد رشید کے لیے سرقہ وغصب جیسے جرم عظیم کا جواز فراہم کیا جس کے ۱۴۳۰ ہجری کے اعداد نکلتے ہیں اور مذکورہ نام بھی صرف بہ تبدیل ''فا'' تجویز فرمایا جو اس بات کی جانب مشیر ہے کہ جب نام میں اتنا فریب ہے تو کتاب کے اندر کتنا فریب ہوگا جس کو ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔

بزرگوں پر تنقید کرنا آپ کی عادت کریمہ ہے، مواخذہ ہونے پر فرمادیا کرتے ہیں کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا اور ہمہ دانی کا یہ عالم کہ آپ کو امام النحو حضرت صدر العلماء کی تحقیق پر انگشت نمائی کرنے کا شرف بھی حاصل ہے اور وہ یہ کہ حضرت صدر العلماء نے شرح مأۃ عامل کے خطبہ کی عبارت علی نعماءہ الشاملہ میں واقع لفظ نعماء کو اسم جمع فرمایا اور اس کی وضاحت بھی فرمادی مگر آپ فرماتے ہیں: نہیں، یہ اسم جنس ہے۔'' اس کا جواب راقم الحروف کی جانب سے آئندہ ملاحظہ فرمائیں۔

بہر حال، ہم حضرت والا کے ممنون ومتشکر ہیں کہ آپ نے مسروقہ کتاب کا تاریخی نام تجویز فرما کر شاگردِ

رشید کے سرقہ وغصب کو تاریخی بنادیا کیونکہ تاریخ اپنی گرفت سے کسی کو چھوڑتی نہیں جب مؤرخ تاریخ رقم کرے گا تو اس دور کے اہل علم یہ جان لیں گے کہ یہ ڈاکہ ۱۴۳۰ھ میں ڈالا گیا تھا، جس میں استاذِ محترم بھی شریک تھے۔

اب ہم استاذِ محترم سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے جس مسروقہ دُلہن کے ماتھے پر تاریخی نام کا جھومر سجا کر اُسے شاگردِ رشید کی منکوحہ ہونے کی سند عطا فرمائی ہے، اس میں شاگردِ رشید کی گرہ کا ہے کیا؟ سب تو سرقہ وغصب ہے، آخر آپ کو مذکورہ کتاب میں کونسی چیز ایسی نظر آئی جو شاگردِ رشید کی خود کی کاوش یا ان کا خود کا کمال ہے جس سے متاثر ہو کر آپ نے مسروقہ کتاب کا تاریخی نام تجویز فرمایا، کیا اس کے مندرجات شرح وترکیب یا بیان کردہ اضافی فوائد اور مذکورہ سوال وجواب وغیرہ ان کی خود کی تحقیق اور تدقیق نظر کا نتیجہ ہے اور جب ایسا نہیں تو آپ نے اس کا نام تجویز کیوں فرمایا اور اگر ان کی تحقیق ہے تو ثابت کیجئے، ورنہ گونگے کا گڑ کھا کر گوشہ نشینی اختیار کیجئے، یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ دُنیا دار دُنیوی اُمور میں غلط بیانی کرتے ہیں اور آپ دینی اُمور میں یہی سوالات ہم نے بذریعہ فون امریکہ سے کئے تھے تو آپ جواب دینے سے قاصر تھے اور بار بار فون کاٹ دیتے تھے۔

اور اگر جنابِ والا کو مسروقہ کتاب میں شاگردِ رشید کا علمی کمال نظر آیا تھا تو جس طرح آپ نے نام تجویز فرمایا تھا اسی طرح تصدیق بھی فرمادیتے کہ شاگرد کے حق میں استاذ کی شہادت سند کا درجہ رکھتی ہے، یہ شاگردِ دوم مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی سے تصدیق کرانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا تصدیق کے دو لفظ تحریر کرتے آپ کے پر جلتے تھے، کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے اور وہ یہ کہ کام بھی ہو جائے اور تقدس بھی باقی رہے۔

میں سمجھتا ہوں تری عشق گری کو ساقی　　　کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

جنابِ عالی! اگر مسروقہ شرح آپ کے شاگردِ رشید کی خود کی تصنیف ہوتی تو آپ صرف نام تجویز کرنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ تصدیق بھی کرتے اور آپ ہی نہیں بلکہ الجامعۃ الاشرفیہ کے دیگر اساتذۂ کرام بھی ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور تصدیق وتائید بھی، بلکہ کچھ بعید نہیں کہ مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کو چاندی کے سکّوں سے تول دیا جاتا کہ موجودہ دور میں جبکہ علمی زوال ترقی پر ہے، موصوف کا یہ علمی کارنامہ اور وہ بھی فن نحو میں قابل ستائش اور لائق تحسین ہے مگر چونکہ پوری کتاب فریب کاری سے لبریز تھی، اسی لئے کسی نے تصدیق وتائید نہیں فرمائی کیونکہ تصدیق وتائید اس کتاب کی کی جاتی ہے جو مصنف کا خود کا کمال ہو اور جو شرح از اوّل تا آخر سرقہ وغصب پر مبنی ہو ایسی کتاب کی تصدیق نہ کر کے محتاط علمائے کرام اپنے قلم کی شرافت اور اس کے بھرم کو

برقرار رکھتے ہیں، چونکہ آپ مسروقہ کتاب کا نام تجویز فرما کر اور مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی جھوٹی شہادت دے کر اپنا وقار اور بھرم کھو چکے ہیں، **نظر بر آں** آپ دونوں صاحبان محتاط علمائے کرام میں داخل نہیں۔

جنابِ والا! آپ کو اس گھنونی سازش میں شریک نہیں ہونا چاہئے تھا تا کہ آپ کا دامن تقدس داغدار نہ ہوتا بلکہ مولوی مسعود احمد برکاتی کو تنبیہ کرنی چاہیئے تھی کہ خبردار! اس جرمِ عظیم سے باز رہو، لیکن افسوس کہ آپ نے ان کی سرپرستی بھی فرمائی اور اس فریب کاری کا حصہ بھی بن گئے۔

ذرا سوچئے! اہل علم آپ کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ آپ کو خیر الاذکیا لکھا اور کہا جاتا ہے، ایمانداری سے بتائیے کہ آپ نے مسروقہ کتاب کا نام تجویز فرما کر خیر کا کام کیا یا شر کا؟ چور کی اعانت کی یا ہدایت؟ ذمہ داری کا ثبوت دیا یا غیر ذمہ داری کا؟ کسی کی کتاب کو غصب کر کے اسے اپنا حاشیہ اور تحقیق قرار دینا اور اس کا تاریخی نام تجویز کرنا اور اسے شائع کر کے روزی روٹی کمانا، کیا شرعاً جائز ودرست ہے؟ اگر مسائل جدیدہ کی تحقیق سے فرصت مل جائے تو اس کی بھی تحقیق کیجئے، ہوسکتا ہے کہ آپ کو کوئی جزئیہ مل جائے، تا کہ دوسروں کو بھی نام کمانے کا موقع ملے کیونکہ ہچوں قسم مسائل کو حل کرنے میں آپ کو ملکۂ تامہ حاصل ہے۔

نہ خوفِ خدا، نہ شرمِ رسول، غاصبوں کا راج ہے، حضرتِ خیر الاذکیاء ساتھ ہیں، پھر تو سات خون معاف ہیں، کامل غصب کیجئے یا ناقص؟ نہ یہاں سوال، نہ وہاں حساب۔ کیونکہ آپ کے نزدیک یہ سرقہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ　ع

حالات بدلنے سے بدل جاتے ہیں احکام

اگر کبھی موقع میسر آئے تو خلوت میں بیٹھ کر سوچئے گا کہ آپ حضرات تو سستی شہرت اور جھوٹی مرکزیت کو حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں مگر آپ نے یہ نہیں سوچا کہ آپ حضرات کے اس مکروہ عمل سے حضور حافظِ ملت کی روح کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی اور وہ کیا سوچتی ہوگی؟ کہ کمبخت کتنے ناکارہ نکلے کہ میرے ہی رفیق درس کی شہرۂ آفاق کتاب ''البشیر الکامل'' کو نقل کر کے اسے اپنی شرح اور حاشیہ قرار دیدیا اور غضب بالائے غضب یہ کہ ادارے کی مسندِ اعلیٰ کے مسند نشین نے اس کا تاریخی نام تجویز کر کے شاگردِ رشید کو شارح یا محشی ہونے کی سند بھی دیدی۔ ارے نکمو! جب اتنی صلاحیت نہیں تھی تو شارح ومحشی بننے کا شوق کیوں ہوا؟ اور مرکزیت کا خواب کیوں دیکھا؟ ارے بریلی شریف کو جو مرکزیت حاصل ہے، وہ امام اہل سنت کی ذاتِ

گرامی اور آپ کے تجدیدی کارناموں کی وجہ سے حاصل ہے، اسی لئے دُنیائے سنیت اُدھر متوجہ ہے، تم میں ان جیسا ہے کون؟ تم ٹھہرے چراغی، اور وہ ہیں سراجی، اور سراج کے سامنے چراغ کے اُجالے کی وہی حیثیت ہے جو ذرّہ کو آفتاب سے یا قطرے کو سمندر سے، اگر مرکزیت درکار ہے تو پہلے تجدیدی کارنامے انجام دیجئے، پھر مجدد عصر ہونے کے نعرے لگوایئے، قوم خود بخود مبارکپور کو مرکز تسلیم کرلے گی، لیکن یہ سرقہ وغصب کرکے مرکزیت تو کجا، شارح ومحشی کہلانے کے بھی اہل نہیں۔

اگر میری گفتگو قلب نازک پر شاق گذرے تو راقم الحروف کو مت کوسیئے، کیونکہ اس کے ذمہ دار آپ خود ہیں، نہ اس جعل سازی میں آپ شریک ہوتے، اور نہ ہی ترقیم کی نوبت آتی۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے — نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رُسوائیاں ہوتیں

کہتے ہیں کہ سوال اگر برمحل ہو تو مجیب لاجواب ہو جاتا ہے، لہٰذا موقع بھی ہے اور محل بھی، بلکہ دستور بھی، میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آپ تینوں صاحبان سے سوال کرلوں، فرض کیجئے، اگر ''البشیر الکامل'' حضور حافظ ملت کی تصنیف ہوتی تو کیا مولانا محمد مسعود احمد صاحب برکاتی کی یہ جرأت ہوتی کہ وہ اُسے اپنے نام منسوب کرتے، اور مولانا نفیس احمد صاحب مصباحی ان کے حق میں جھوٹی شہادت دیتے اور حضرت علامہ مولانا محمد احمد صاحب مصباحی اس کا تاریخی نام تجویز فرماتے، ہرگز، ہرگز نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ اگر آپ حضرات ایسا کرتے تو جس منصب پر ہیں اس سے اُتار دیئے جاتے اور رُسوا کرکے نکال بھی دیئے جاتے اور ہمیشہ کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ میں داخلہ ممنوع قرار پاتا جو کہ درست ہوتا۔ اب آپ حضرات ہی بتائیں کہ جب حضور حافظِ ملت کی تصنیف کے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے تھے تو حضرت صدر العلما کی تصنیف کے ساتھ آپ حضرات نے ایسا سلوک کیوں کیا؟ آخر ان کے ساتھ یہ تعصب وتنگ نظری کیوں؟

ارے آپ حضرات تو کیا کرتے اگر کوئی دوسرا یہ خباثت کرتا تو نہ صرف آپ حضرات کا اس پر قہر برستا بلکہ آپ کے قلم کی تلواریں نکل آتیں، اس مردود کی جرأت کیسے ہوئی کہ اس نے حضور حافظِ ملت کی شرح وتحقیق کو اپنا علمی کارنامہ قرار دیدیا، اگر اس کو رُسوا نہ کیا گیا تو آئندہ دوسری شروح کو بھی اپنے نام منسوب کرلے گا، یہ ان کی یادگار کو مٹانا چاہتا ہے، یہ ان کی ذاتِ گرامی کو اندھیروں میں قید کرنا چاہتا ہے، یہ علمی دُنیا سے ان کی چمک دمک کو ختم کرنا چاہتا ہے، یہ ڈاکو ہے، یہ لٹیرا ہے، یہ غاصب ہے، یہ خائن ہے، نہ جانے کن کن القاب سے اُسے نوازا

جاتا اور وہ دُنیا زمانہ میں منہ دِکھانے کے لائق نہ رہتا، لیکن افسوس یہی ڈکیتی، یہی چوری، یہی فریب کاری، یہی مکاری، یہی خیانت آپ کریں تو آپ شارح کہلائیں، محشی کہلائیں، استاذِ محترم کہلائیں، خیر الاذکیاء کہلائیں، کیا یہی انصاف ہے؟ کیا آپ حضرات کو سات خون معاف ہیں؟ یا آپ کو کھلی چھٹی دیدی گئی ہے کہ جس کی چیز کو چاہیں غصب کرلیں اور اس پر اپنا نام درج کرلیں، نہ یہاں سوال ہوگا نہ وہاں حساب۔ آپ بھی یہ سوچتے ہوں گے کہ میں نے کیسی بحث چھیڑ دی لیجئے اب سلسلہ کی آخری بات کہہ کر اس باب کو بند کررہا ہوں۔

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر — اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے میں

اچھا اس کو بھی جانے دیجئے، فرض کیجئے، آپ کے یہی شاگرد رشید یعنی مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی ''نزہۃ القاری شرح بخاری'' کے ساتھ وہی سب کچھ کریں جو مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی نے ''البشیر الکامل'' کے ساتھ کیا اور پھر اس کے بعد آپ کی بارگاہ میں آکر عرض کریں حضور! آپ کے اس دیرینہ شاگرد نے سالہا سال کی عرق ریزی اور کتب احادیث کی چھان بین، اور ورق گردانی کے بعد یہ شرح تصنیف کی ہے، بارِ خاطر نہ ہو تو حصول برکت کے لئے ''نزہۃ القاری'' کے وزن پر اس کا بھی تاریخی نام تجویز فرمادیں جیسے ''البشیر الکامل'' کے وزن پر ''البشیر الکافل'' تجویز فرمایا تھا، تا کہ مجھے بھی شارح بخاری ہونے کی سند مل جائے۔

اب استاذِ محترم ارشاد فرمائیں کہ شاگرد رشید کی اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخشیں گے یا نہیں؟ اگر نام تجویز فرمایا تو روزی روٹی بھی گئی اور مجلس برکات کی نظامت بھی اور جس مسند پر جلوہ افروز ہیں وہ بھی رُخصت، اور حضرتِ والا الجامعۃ الاشرفیہ کے صدر گیٹ کے باہر نظر آئیں گے۔

اب لامحالہ وہی حق بات ارشاد فرمائیں گے جو بوجہ فسادِ نیت ''البشیر الکامل'' کے حق میں نہ فرما چکے اور وہ یہ کہ مردود، جس شرح کو تم اپنا علمی کارنامہ قرار دے رہے ہو، یہ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ کی سالہا سال کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے، علمی دُنیا میں آپ کی شخصیت اسی کی بدولت جانی اور پہچانی جاتی ہے، ''نزہۃ القاری'' کی صورت میں آپ نے قوم کو اپنا یادگاری تحفہ دیا ہے اور قوم نے خوش ہوکر انہیں چاندی کے سکّوں سے تولا ہے اور تم نے اس کی عبارتوں کو اِدھر اُدھر کرکے نقل کردیا اور اسے اپنی شرح قرار دے رہے ہو، بتاؤ اس میں تمہاری گرہ کا ہے کیا؟ تم نے اس میں کونسا تیر مارا اور کونسی نئی بات بیان کی جو ''نزہۃ القاری'' میں نہیں ہے، الفاظ بھی تمہارے اپنے نہیں، حتیٰ کہ اسے تلخیص کا نام دیا جاسکے، وہ بھی غصب کردہ ہے، اس مسروقہ کتاب کو اپنی شرح اور اپنی تحقیق کہتے تمہیں شرم نہیں آتی۔

خباثت بالائے خباثت یہ کہ اس مسروقہ کتاب کا تاریخی نام اور وہ بھی ''نزہۃ القاری'' کے وزن پر تجویز کرانے کی درخواست کر رہے ہو، تم سارقِ نزہۃ القاری ہو، تم غاصب نزہۃ القاری ہو، تم خائن ہو، تم فریب دہندہ ہو، ہٹ جاؤ میری نظروں کے سامنے سے، اور آئندہ اپنی صورت مت دِکھانا

واہ محترما واہ! آپ کے منہ میں گھی شکر، حق بات بول گئے اور بولنا بھی چاہیئے، لیکن اے کاش! یہی حق بات آپ اس وقت بھی کہتے جب مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی مسروقہ کتاب کا نام تجویز کرانے آئے تھے اور آپ ان کی فریب کاری سے واقف بھی تھے، مگر کہتے کیسے؟ آپ تو خود ان کی سرپرستی فرما رہے تھے اور اس فریب کاری کا حصہ تھے۔

لیکن

بات اسی پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اگر مولانا نفیس احمد صاحب مصباحی مذکورہ بالا ارشادِ گرامی کے جواب میں یوں عرض کریں کہ عالی جاہ! جان کی امان ہو تو خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ یہی فریب کاری اور یہی سرقہ و خیانت آپ کے محبوبِ نظر مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی نے ''البشیر الکامل'' کے تعلق سے کی اور بحکم حضور والا خادم نے اپنی تقریظ میں مسروقہ شرح کو ان کا اردو حاشیہ تحریر کیا اور حضور والا نے بھی خوش ہو کر بطور منہ دِکھائی تاریخی نام کا ٹیکہ عطا فرمایا بلکہ اس کی تمام رسمیں حضور ہی کی سرپرستی میں ادا کی گئیں تو ان پر یہ مہربانیاں اور میرے اوپر یہ قہر افشانیاں، کیا یہ کھلا ہوا تضاد نہیں ہے؟

ذرا سوچیے! یہی سرقہ وغصب مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کریں تو وہ صاحب البشیر الکافل کہلائیں، اور آپ اس مسروقہ دُلہن کا نام تجویز فرمائیں تو خیر الازکیاء کہلائیں اور یہی کام نیاز مند نے کیا تو میں سارقِ نزہۃ القاری، غاصب نزہۃ القاری، خائن، فریب دہندہ سب کچھ ہو گیا آخر میرے ساتھ یہ سوتیلا پن کیوں؟ کیا اسی کا نام انصاف ہے؟ حضور! یہ تو وہی بات ہوئی۔

ہر وقت ہے چتون تری اے شعبدہ گر اور　　　اِک دم میں مزاج اور ہے اِک پل میں نظر اور

حضورِ والا! اگر ''نزہۃ القاری'' کے ساتھ میرا یہ عمل غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کا ''البشیر الکامل'' کو نقل کر کے اپنی شرح قرار دینا بھی غلط ہے، وہ درست کیونکر ہو گیا؟ اور آپ کا اس مسروقہ کتاب کا تاریخی نام ''البشیر الکافل لشرح مأۃ عامل'' تجویز فرمانا مہا غلط جو نہ صرف فریب کاری پر مبنی ہے بلکہ

از قبیل اعانت علی المعصیت ہے، کب تک آپ امانت و دیانت کا گلا گھونٹیں گے؟ کب تک آپ سچی حقیقت کا خون کریں گے؟ بس اب اعتراف کر لیجئے کہ اعتراف موجب ترقی ہوتا ہے۔ اب استاذِ محترم ارشاد فرمائیں کہ ندامت وشرمندگی کے سوا اس کا کیا جواب ہے؟ اگر میرے الفاظ قلب نازک پر نشتر کا کام کریں تو کبیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ ''خود کردہ علاجے نیست'' پڑھ کر دم کریں، شاید شفا مل جائے، سچ پوچھیے تو آپ حضرات سے سارا شکوہ اسی خیانت وغصب کاری اور تعصب وتنگ نظری کا ہے، نہ آپ حضرات ایسا کرتے، نہ ہم تحریر کرتے۔

لفظ ''نَعُمَاء'' اسمِ جمع ہے، اسمِ جنس نہیں؟

اب آخر میں اختصار کے ساتھ حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی کی تنقید کا جواب بھی عرض کر دوں تا کہ غزل مکمل ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مولانا موصوف کو حضرت صدر العلماء کی تحقیق پر تنقید کرنے کا شوق تو ہے مگر ابتدائی کتب مستحضر نہیں اگر ہوتیں تو لفظ (نعماء) کو اسم جنس نہ فرماتے، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ شرح مأۃ عامل کے خطبے کی عبارت (الحمد لله علىٰ نعمائه الشاملة والآئه الكاملة) میں واقع لفظ (نعماء) کے متعلق حضرت صدر العلماء قدس سرہٗ نے اس کی شرح میں فرمایا کہ لفظ (نعماء) بفتح نون اور مد کے ساتھ ہے بروزن فعلاء بمعنی نعمت اسم جمع ہے جمع نہیں کہ اس وزن پر جمع نہیں آتی (نعماء) بتقدیر مضاف ہے یعنی (انعام نعمائه) اسی طرح (الآئه) میں مضاف مقدر ہے یعنی (اعطاء الآئه) کیونکہ دونوں محمود علیہ واقع ہیں اور محمود علیہ محمود کے افعال سے ہوتا ہے۔ خود (نعماء) اور (الآء) افعال سے نہیں بلکہ اس کا انعام واعطاء محمود (اللہ تعالیٰ) کے افعال سے ہے اور نعمائے شاملۃ سے مراد فواضل عالیہ ہیں اور الائے کاملہ سے فضائل مختصہ اور اس میں تمام مخلوق پر تفصیل انسان کی طرف اس آیت کریمہ کے بموجب اشارہ ہے وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا.

لیکن

مولانا موصوف کو کتب لغات کی ورق گردانی اور محاورات زبانی کی چھان بین کے بعد یہ معلوم ہوا کہ لفظ (نعماء) کا اطلاق صرف جمع پر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اسے اسم جمع قرار دیا جائے بلکہ اس کا اطلاق واحد وجمع دونوں پر

ہوتا ہے لہٰذا (نعماء) اسم جمع نہیں بلکہ اسم جنس ہے چنانچہ موصوف نے اپنی ہمہ دانی کا اظہار یوں فرمایا:

"(نعماء) بفتح نون اور مد کے ساتھ بروزن فعلاء بمعنی نعمت، کتب لغات اور قرآن کریم ومحاورات زبان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اور اسم جمع کا اطلاق واحد پر نہیں ہوتا اس لئے یہ لفظ (نعماء) نعمت کی طرح اسم جنس ہے جس کا اطلاق قلیل وکثیر سب پر ہوتا ہے، چنانچہ لسان العرب میں ہے: قال الجوهری النعمی کالنعمة فان فتحت النون مددت فقلت النعماء والنعیم مثله اھ اور قرآن کریم میں ہے:

وَلَئِنْ اَذَقْنَاهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّیْ. (سورۂ ہود)"

اقول لفظ (نعماء) اسم جمع ہے اسم جنس نہیں کیونکہ اس کے اسم جمع ہونے کی تصریح ابتدائی کتابوں میں بھی موجود ہے اور اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جن کا اثر دوسرے تک پہنچے، اسی لئے حضرت صدر العلماء نے اسے اسم جمع فرمایا اور تحقیق بھی یہی ہے لہٰذا اسے اسم جنس قرار دینا بچند وجوہ غلط ہے۔

اوّل اس لئے کہ آپ کے مذکورہ بالا بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربی لغات معتبرہ میں لفظ (نعماء) کے اسم جنس ہونے کی تصریح موجود نہیں ورنہ آپ (معلوم ہوتا ہے الخ) نہ فرماتے بلکہ اس کے اسم جنس ہونے کے حوالے پیش فرماتے، آپ نے محاورات بصیغۂ جمع فرمایا مگر بطور شہادت ایک بھی محاورہ پیش نہ کیا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ لفظ (نعماء) کا اطلاق بحیثیت اسم جنس کو واحد وجمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ اسم جنس ہے اسی طرح پیش کردہ لسان العرب کی عبارت سے بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ آپ نے کتب لغات ومحاورات زبان کی دھونس دے کر اپنے غلط موقف کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ **نظر بر آں** (نعماء) کو اسم جنس فرمانا آپ کی خود کی رائے ہوئی نہ علمائے لغات کی نہ شارح ومحشی حضرات کی، لہٰذا اسے اسم جنس فرمانا درست نہیں کہ دعوٰی بغیر دلیل ہے۔

دوم یہ کہ آپ نے (نعماء) کے اسم جنس ہونے کی صرف یہ علت بیان فرمائی کہ اس کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ اسم جنس ہے، یہ درست نہیں کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس لفظ کا اطلاق واحد وجمع پر ہو وہ اسم جنس ہو حالانکہ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے مگر وہ اسم جنس نہیں ہوتے۔

مثلاً لفظ (فلك) اس کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے کمافی نحو میر مگر یہ اسم جنس نہیں، لفظ (امشاج) بروزنِ افعال جمع ہے مگر کبھی اس کا اطلاق واحد پر ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: (من نطفة امشاج) کہ یہاں پر (امشاج) واحد ہے نہ جمع ورنہ، موصوف وصفت میں مطابقت نہ ہوگی۔

لفظ (انصار) ناصر یا نصیر کی جمع ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کہ اس میں (انصار) دونوں جگہ معنی جمعیت پر دال ہے اور اگر اس کو کسی کا لقب قرار دیا جائے تو اس کا اطلاق مفرد پر ہوگا کیونکہ لقب از قسم مفرد ہے جیسے حضرت عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس میں لفظ (انصار) قبیلہ اوس وخزرج کا اسلامی لقب ہے اسی لئے اس کے ساتھ یائے نسبت لاحق ہوئی ورنہ جمع کے ساتھ یائے نسبت کا لحوق درست نہیں تو اس کا اطلاق بھی واحد وجمع پر ہوا۔

اسی طرح لفظ (اسماء) کہ اس کا اطلاق واحد پر بھی ہوتا ہے جب کہ یہ کسی کا علم ہو جیسے هٰذه اسماء بنت فلان اور جمع پر بھی جیسے هٰذه الاسماء الاشارات۔ **نظر بر آں** اس کا اطلاق بھی دونوں پر ہوا۔

اب حضرتِ والا ارشاد فرمائیں کہ مذکورہ اطلاق کی وجہ سے یہ اسماء اسم جنس ہو جائیں گے؟ ہرگز نہیں! اس لئے کہ ان کا اطلاق بحیثیت اسم جنس نہ ہوا، اسی لئے یہ اسماء اسم جنس نہ ہوئے اور اسم جنس کا اطلاق بحیثیت اسم جنس ہوتا ہے، اسی لئے وہ اسم جنس کہلاتا ہے، جیسے تمر شجر وغیرہ نہ یہ کہ جس اسم کا اطلاق واحد وجمع پر ہو وہ اسم جنس ہو جیسا کہ آپ نے فرمایا ورنہ وہ مثل صادق آجائے گی کہ جتنے کالے سب اس کے باپ کے سالے۔

دیکھئے! مثنیٰ وہ ہوتا ہے جس کا اطلاق دو پر ہوا اور اس کا مفرد بھی ہو جیسے رجلان، نہ یہ کہ جس کا اطلاق دو پر ہو وہ مثنیٰ ہو ورنہ لفظ (السنان) مثنیٰ ہو جائے گا حالانکہ وہ مثنیٰ نہیں کہ اس کا مفرد نہیں آتا، اسی طرح اسم جنس وہ اسم ہے جس کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہوا اور اس کا مفرد لفظا ہو جیسے تمر اسم جنس ہے اور اس کا مفرد تمرة ہے اور شجر کا شجرة، چونکہ لفظ (نعماء) کا مفرد آتا نہیں اس لئے وہ اسم جنس نہیں **نظر بر آں** آپ کا یہ فرمانا کہ (نعماء) کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ اسم جنس ہے باطل ٹھہرا۔

اسی لئے صراح، قاموس، المنجد، لسان العرب، منتہی الارب، مفردات راغب وغیرہ لغات معتبرہ میں اس کے معنی بیان فرمائے ہیں مگر کسی نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ لفظ (نعماء) اسم جنس ہے اور اس کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہوتا ہے۔ شاید آپ نے لغت (چراغ ہدایت) کا مطالعہ فرمایا ہے اس میں لکھا ہے کہ بعض نے یہ گمان کیا کہ (نعماء) بروزن فعلاء بمعنی نعمت اسم جنس بصیغۂ جمع ہے لیکن یہ آپ کے لئے مفید نہیں کیونکہ آپ کے نزدیک (نعماء) کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اور اُن بعض کے نزدیک صرف جمع پر جیسے لفظ (کلم) کہ اس کا اطلاق مافوق الاثنین ہوتا ہے، نہ واحد وتثنیہ پر، اسی لئے انہوں نے صیغۂ جمع کے ساتھ مقید کیا، لہٰذا یہ قولِ بعض آپ کے لئے فائدہ مند نہ ہوا، بلکہ یہ قولِ بعض بھی درست نہیں کیونکہ جو اسم جنس معنی جمعی میں مستغرق ہوتی ہے اس کا مفرد (تا) کے ساتھ آتا ہے جیسے یہی لفظ (کلم) کہ اس کا مفرد (کلمه) ہے اور (نعماء) کا مفرد آتا نہیں لہٰذا بعض کا گمان کرنا کہ (نعماء) اسم جنس

بصیغۂ جمع ہے درست نہ رہا۔

اور اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ ان بعض کے نزدیک اس کا اطلاق واحد وجمع دونوں پر ہوتا ہے تو یہ قول شاذ ہے اور قول شاذ جواز کے لئے علت نہیں بنتا، نیز اس تقدیر پر بھی اس کا مفرد (تا) کے ساتھ آتا ہے اور (نعماء) کا آتا نہیں **نظر بر آں** (نعماء) اسم جنس نہیں۔

دوم یہ کہ اسم جنس اُسے کہتے ہیں جس کا اطلاق واحد وجمع پر وضعاً ہو اور اس کے مفرد کے آخر میں (تا) ہو جبکہ وہ غیر ذوالعقول کے لئے ہو جیسے تمر سے تمرۃ، شجر سے شجرۃ اور نخل سے نخلۃ کہ اوّل کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اور ثانی کا صرف واحد پر، غرضکہ صیغۂ جنس اکثر مذکر اور اس کا مفرد مؤنث ہوتا ہے نہ دونوں مذکر اور نہ دونوں مؤنث بلکہ ایک مذکر اور دوسرا مؤنث کمانی الجامی وغیرہ۔ بقول آپ کے جب (نعماء) اسم جنس ہے تو اس کا مفرد یا تو (نعمائۃ) ہوگا یا (نعمت) اور دونوں نہیں۔

اوّل اس لئے نہیں کہ اب کلمۂ واحدہ میں دوالہ تانیث کا اجتماع لازم آئے گا اور وہ یہ کہ اس میں ایک علامت تانیث الف ممدودہ ہے جو کلمہ کو وضعاً لازم ہے اور دوسری تائے تانیث جو کلمہ سے منفک ہو جاتی ہے اور کلمۂ واحدہ میں دوالہ تانیث کا اجتماع شریعتِ نحو میں جائز نہیں ہے **نظر بر آں** اس کا مفرد (نعمائۃ) نہیں اور نہ یہ کلام عرب سے مسموع ہوا، اور اس لئے بھی نہیں کہ اب صیغۂ مفرد اور صیغۂ جنس دونوں مؤنث ہوگئے جبکہ ایک مذکر اور دوسرا مؤنث ہوتا ہے اور یہی اسم جنس اور اس کے مفرد کے درمیان خط امتیاز ہے۔

دوم اس لئے نہیں کہ اگر لفظ (نعمت) اس کا مفرد ہے تو اَب (نعمت) اسم جنس نہ رہا کیونکہ یہ (نعماء) کا مفرد ہے اور مفرد کا اطلاق صرف واحد پر ہوتا ہے نہ جمع پر جیسے (تمرۃ) کا، اور چونکہ آپ نے اپنے مذکورہ بالا بیان میں (نعمت) کو مشبہ بہ اور (نعماء) کو مشبہ قرار دیا ہے مشبہ اور مشبہ بہ حکم میں متحد ہوتے ہیں تو جب بوجہ مذکور مشبہ بہ (نعمت) اسم جنس نہ رہا تو مشبہ (نعماء) بھی اسم جنس نہ رہا، لیجئے وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا۔

لہٰذا ذات شریف کا یہ فرمانا کہ کتب لغات ومحاورات زبان سے معلوم ہوتا ہے کہ (نعماء) اسم جنس ہے باطل ہوگیا، غرضکہ کسی طرح چول ٹھیک نہیں بیٹھتی **نظر بر آں** (نعمت) بھی اس کا مفرد نہیں۔

سوم یہ کہ لسان العرب کی مذکورہ عبارت کو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا درست نہیں اس لئے کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ (نعماء) اسم جنس ہے کیونکہ لغت کا موضوع کلمات کے معانی بیان کرنا نہ ان کے احکام۔ اسی لئے علامہ جوہری کی مندرجہ ذیل عبارت میں وجہ شبہ معنی ہیں۔ چنانچہ فرمایا: النّعمی کالنعمۃ فان

فتحت النون مددت فقلت النعماء والنعیم مثلہ فلان واسع النعمۃ ای واسع المال.

علامہ جوہری یہ فرمارہے ہیں کہ مشبہ بہ (نعمت) کے معنی (واسع المال) ہیں اور یہی معنی مشبہ نُعمٰی، نعماء، اور نعیم کے ہیں اس عبارت سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ (نعماء) کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ (نعمت) کی طرح اسم جنس ہے۔ **نظر بر آں** علامہ جوہری کی عبارت آپ کے مذکورہ دعوے کی تائید نہیں کرتی بلکہ دعویٰ کچھ اور دلیل کچھ کا مضمون ہے کسی نے سچ کہا ؎

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دل گیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

جب یہ ثابت ہوگیا کہ لفظ (نعماء) اسم جنس نہیں تو لامحالہ اسم جمع ہوا کیونکہ اسم جنس اور اسم جمع دونوں متنافی ہیں کہ اسم جنس کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہوتا ہے اور اسم جمع کا صرف جمع پر نہ واحد وتثنیہ پر، اور دو متنافی چیزوں میں سے ایک کا ارتفاع دوسرے کے تحقق کو مستلزم ہوتا ہے۔ تو جب (نعماء) کا اسم جنس ہونا باطل ٹھہرا تو اس کا اسم جمع ہونا ثابت ہوگیا۔

اب آیئے ہم آپ کو (نعماء) کے اسم جمع ہونے کی تصریحات دکھائے دیتے ہیں تاکہ آپ کو کامل یقین ہو جائے اور (معلوم ہوتا ہے) کے شبہ میں نہ رہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ آپ کو ابتدائی کتابیں مستحضر نہیں ہیں۔ چنانچہ فراموش کردہ مندرجہ ذیل عبارتیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ جناب والا لفظ (نعماء) اسم جمع ہے اسم جنس نہیں۔

(۱) یہ دیکھئے حضرت علامہ سیّد شریف قدس سرہٗ شرح قطبی میں کیا ارشاد فرمارہے ہیں: والآلاء والنّعماء مترادفان الا انّ الآلاء جمع الی والنعماء اسم جمع و قد یخص الآلاء بالنّعم الظاھرۃ والنّعماء بالنّعم الباطنۃ اور پھر اس کے بعد حاشیہ میں فرمایا: النعماء اسم جمع لا جمع نعمۃ وکذا النعم لا نھما لیس من الفاظ الجمع.

(۲) اور علم الصیغہ میں فرمایا چوں اشیاء اسم جمع شی مثل نعماء اسمِ جمع نعمت،

(۳) اور شرح عبدالرسول میں فرمایا: نعماء بفتح نون ومد ونعیم ہر دو اسم جمع بمعنی نعمت است نہ جمع زیرا کہ فعلاء وفعیل از اوزان جمع نیستند وانکہ جمع گفتہ جمعیت معنوی مراد گرفتہ باشد۔

(۴) اور نوادر الاصول میں فعلاء کے وزن کو اسم جمع کے اوزان میں شمار فرمایا جیسے قضباء بروزن فعلاء

(۵) اور غیاث اللغات میں ہے کہ بعضے شراح ومحشیاں نوشتہ اند کہ ایں اسم جمع بمعنی نعمت است واسم جمع آنرا گویند کہ

معنی جمع دارد وازاوزان جمع نباشد۔

نوٹ: اسی غیاث اللغات میں بعض کا یہ قول نقل کیا کہ انہوں نے (نعماء) کو بصیغہ جمع اسم جنس گمان کیا اور لغت صراح کا حوالہ پیش کیا جو درست نہیں، اس لئے راقم الحروف کے پاس صراح کا قدیم نسخہ موجود ہے، اس میں مذکورہ قول کا ذکر نہیں بلکہ یہ قول بعض غیر مستند نعت (چراغ ہدایت) میں ہے جس کو ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔

(۶) حضرت صدر العلماء قدس سرہٗ نے بشیر الناجیہ میں بحوالہ رضی ارشاد فرمایا کہ اسم جمع دو قسم پر ہے ایک وہ جو واجب التانیث ہوتی ہے جیسے لفظ (نسآء) وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی جانب ضمیر واحد مؤنث اور ضمیر جمع مؤنث دونوں راجع ہوتی ہیں جبکہ یہ اسم مضمر واقع ہو جیسے النسآء جاء ت اور النسآء جئن۔

اسی قبیل سے لفظ (نعماء) ہے کہ اس کی جانب ضمیر واحد مؤنث راجع ہوئی جیسے مذکورہ عبارت (علی نعمائه الشاملة) میں کہ (الشاملة) میں واقع ضمیر (هی) راجع بسوئے نعماء باعتبار لفظ ہے اور ضمیر جمع مؤنث بھی راجع ہو سکتی ہے چنانچہ (علی نعمائه الشاملات) بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس تقدیر پر ضمیر (هن) راجع بسوئے نعماء باعتبار معنی ہے، بہر تقدیر معنی جمعیت مراد ہیں۔ یعنی نعمتیں۔

اور اسم جنس کی جانب باعتبار لفظ ضمیر واحد مذکر راجع ہوتی ہے اور باعتبار معنی ضمیر واحد مؤنث جیسے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: اعجاز نخل منقعر اور اعجاز نخل خاوية کہ اوّل میں باعتبار لفظ ضمیر واحد مذکر (هو) راجع بسوئے اسم جنس (نخل) ہے اور ثانی میں باعتبار معنی ضمیر واحد مؤنث (هی) راجع بسوئے (نخل) ہے۔

اگر (نعماء) اسم جنس ہے تو اس کی جانب ضمیر واحد مذکور راجع نہیں ہو سکتی کہ وہ فی نفسہٖ مونث ہے اور نہ ہی ضمیر جمع مؤنث راجع ہو سکتی ہے کہ اسم جنس جمع نہیں ہوتی لہٰذا پیش کردہ عبارتوں اور مذکورہ وجوہ کی بنا پر یہ بات اظہر من الشمس ہو گی کہ لفظ (نعماء) اسم جمع ہے اسم جنس نہیں جناب والا مقام تحقیق میں صرف (معلوم ہوتا ہے) سے کام نہیں چلتا بلکہ تصریح کی ضرورت ہوتی ہے جو آپ پیش نہ کر سکے بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اس کے اسم جمع ہونے کی تصریحات پیش کر دیں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ مذکورہ تصریحات کی روشنی میں آپ کے (معلوم ہوتا ہے) کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اگر اس سے اتفاق ہو تو ان تصریحات کو غلط ثابت کریں۔

ہم بھی دیکھیں کہ تری گود میں رکھا کیا ہے
وہ بھی دیکھیں جیسے پہلو میں چھپا رکھا ہے

دوم وہ اسم جمع جو واجب التانیث ہوتی ہے جیسے لفظ (قوم) اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی جانب ضمیر واحد مذکر

راجع ہوتی ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہوا (وما قوم لوط منکم ببعید) میں (ببعید) صفت مشبہ ہے جس میں ضمیر واحد مذکر (هو) راجع بسوئے (قوم) ہے اور ضمیر جمع مذکر بھی راجع ہوتی ہے جیسے ارشاد فرمایا: (اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ) کہ اس میں ضمیر جمع مذکر (واؤ) راجع بسوئے (قوم) ہے اور كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ میں (كَذَّبَتْ) فعل مؤنث کی اسناد بجانب (قوم) سے معلوم ہوا کہ اس کی جانب ضمیر واحد مؤنث بھی راجع ہو سکتی ہے۔

اور اسی قبیل سے لفظ (ال) اسم جمع ہے اور اس کا اطلاق بھی جمع پر ہوتا ہے نہ واحد پر، اسی لئے اس کی جانب باعتبار لفظ ضمیر واحد مذکر (هو) راجع ہوئی جیسے وآله المجتبیٰ میں (المجتبیٰ) کہ اس میں ضمیر واحد مذکر (هو) راجع بسوئے (ال) ہے اور ضمیر جمع مذکر باعتبار معنی راجع ہوتی ہے جیسے ارشاد فرمایا: كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں ضمیر جمع مذکر (هم) راجع بسوئے (ال) ہے اسی لئے حضرت صدر العلماء قدس سرہٗ نے (وآله المجتبیٰ) کی ترکیب میں فرمایا کہ (ال) اسم جمع ہے لہٰذا (المجتبیٰ) کا اس کی صفت بننا درست ہے۔

لیکن آپ کے شاگرد رشید مسروقہ کتاب کے مصنف مذکور نے آپ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی ہمہ دانی کا یہ ثبوت دیا کہ آپ نے (نعماء) کے اسم جمع ہونے کا انکار کیا اور انہوں نے لفظ (ال) کے اسم جمع ہونے کا، ہمیں نہیں معلوم کہ آپ دونوں صاحبان کو اسم جمع سے اتنی نفرت کیوں ہے اور اسم جنس سے اتنی رغبت کیوں؟ کہ آپ نے اچھے خاصے (نعماء) اسم جمع کو اسم جنس بنا دیا اور شاگرد رشید نے بیچارے اسم جمع (ال) کو جمع ہونے سے خارج کر دیا یہ تو آپ ہی جانیں کہ ایسا کیوں کیا؟

چنانچہ شاگرد رشید نے فرمایا: (ال) جمع نہیں بلکہ اس کا اطلاق قلیل و کثیر واحد و جمع سب پر ہوتا ہے لہٰذا (المجتبیٰ) کا صفت ہونا صحیح ہے۔

کوئی عقل کل سے پوچھے جب (ال) جمع نہیں بلکہ اس کا اطلاق قلیل و کثیر واحد و جمع سب پر ہوتا ہے تو (کداب ال فرعون والذین من قبلهم) میں ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ (ال) کی جانب راجع کیوں ہوئی؟ بندۂ خدا جس اسم کا اطلاق ایک ہی حیثیت سے واحد و جمع پر ہوتا ہے اس کی جانب ضمیر جمع راجع نہیں ہوتی۔

افسوس کہ الجامعۃ الاشرفیہ میں برسوں درس دینے کے باوجود اسم جنس اور اسم جمع کے جوہری فرق کو نہ سمجھ سکے تو دقیق مسائل جیسے چلتی ٹرین میں پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادہ ہے اس کو کیا سمجھے گا؟

ساقی کا احترام تو لازم تھا اے صبا
ہر ہر قدم پہ لغزش بیجا نہ کیجئے

اگر فرصت مل جائے تو سوچئے گا کہ آپ کو یہ ٹھوکر کیوں لگی اس لئے کہ آپ بے سوچے سمجھے تنقید کر بیٹھے، حالانکہ آپ کو یہ سوچنا چاہئے تھا کہ آپ کی علمی حیثیت حضرت صدر العلماء کے حضور ایسی ہے جیسے ایک طفل ناداں کی استاد کامل کے حضور میں مگر آپ خود کو سقراط و بقراط سے کم نہیں سمجھتے اور ہمہ دانی کا بھوت سوار ہے۔

اے کاش کہ آپ آبروئے اشرفیہ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمۃ کی نصیحت پر عمل کرتے جو انہوں نے الجامعۃ الاشرفیہ کے طالب علم مولانا عبد الرحمٰن صاحب کو فرمائی تھی کہ چھوٹوں کو اکابرین کی تحقیق پر انگشت نمائی سے اجتناب کرنا چاہیے، جس کا مفصل ذکر ماقبل میں گزر گیا تو ترقیم کی نوبت نہ آتی، لہٰذا تنقید کرنے سے پہلے اپنے بڑوں سے رجوع کر لیا کیجئے تاکہ شرمندگی نہ ہو۔ [1]

اب آخر میں عرض ہے کہ اگر آپ کا علم زیادہ موجیں مار رہا ہے اور شارح ومحشی بننے کا شوق دامن گیر ہے تو لیجئے میدان حاضر ہے اور اپنی ہمہ دانی کا ثبوت دیجئے اور وہ یہ کہ حضرت صدر العلماء نے کافیہ کی شرح وترکیب بحث مجرورات تک فرمائی تھی پھر اس کے بعد بحث اسم فاعل تک کی ترکیب اور توابع کی جتنی شرح فرما چکے تھے ہم نے اسے بشیر الناجیہ جلد سوم کے جدید ایڈیشن میں نقل کر دیا ہے تاکہ طلبہ اس سے استفادہ کر سکیں، آپ بحث عطف سے شرح اور بحث اسم مفعول سے آخر تک ترکیب اسی انداز میں فرما دیں تو سب موٹے موٹے ماٹڈے سامنے آجائیں گے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کسی کتاب کا سرقہ کرنا اور اس کا تاریخی نام تجویز کرنا بہت آسان کام ہے مگر شرح وترکیب کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

ہم نہ کہتے تھے کہ اے ذوق تو زلفوں کو نہ چھیڑ
یہ جو الجھیں گی تو تُو خود ہی پریشان ہوگا

تمام شد

---

[1] صدر العلما ایک تاریخ ساز شخصیت کے ص ۳۴۳۔۳۴۴ کا مطالعہ کر لیں اس مقام پر واقعہ کی تفصیل مل جائے گی

صدر العلماء کی مقبول ومعروف تصانیف

حضرت صدر العلماء علامہ سیّد غلام جیلانی محدث میرٹھی کی شہرۂ آفاق بشیری تصانیف یعنی ”بشیر القاری شرح بخاری، بشیر الناجیہ شرح کافیہ، البشیر الکامل شرح مأتہ عامل، البشیر شرح نحو میر“، جو بہت پہلے شائع ہو کر ارباب علم وفن سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اب نئی آب وتاب اور نئے پیراہن کے ساتھ طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ شہزادۂ صدر العلماء حضرت مولانا سیّد محمد یزدانی میاں صاحب نے انھیں جدید انداز میں ترتیب دیا ہے۔ کتابت دیدہ زیب سائز 20x30/8 کاغذ، عمدہ، خوش نما طباعت کے ساتھ دستیاب ہیں۔

”بشیر الناجیہ“ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جلد اوّل بحث کلمہ تا مرفوعات، جلد دوم منصوبات، جلد سوم مجرورات۔ حضرت صدر العلماء قدس سرہ نے کافیہ کی شرح وترکیب مجرورات تک فرمائی تھی، پھر اس کے بعد بحث اسم فاعل تک کی ترکیب اور توابع کی جتنی شرح فرما چکے تھے، ہم نے اُسے ”بشیر الناجیہ“ جلد سوم کے جدید ایڈیشن میں نقل کر دیا ہے تاکہ طلبہ اس سے استفادہ کر سکیں۔ حضرت سیّد محمد یزدانی میاں صاحب کی کتاب ”صدر العلماء ایک تاریخ ساز شخصیت“ بھی شائع ہو چکی ہے۔ جس میں مختلف موضوعات پر نتیجہ خیز تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، جس میں ہر جگہ صدر العلماء محدث میرٹھی کی جلالت علمی کے جلوے نظر آرہے ہیں۔ سائز 20x30/8 صفحات 400

علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد احمد مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ نے حضرت صدر العلماء محدث میرٹھی کی تحقیق لفظ (نعمائہ) پر تنقید بھی فرمائی ہے۔ اس کا جواب بھی مذکورہ کتاب میں حضرت علامہ سید محمد یزدانی میاں صاحب نے دیا ہے۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔

مذکورہ بالا کتب مندرجہ ذیل پتہ پر حاصل کریں:

جیلانی دارالاشاعت (رجسٹرڈ)

دہلی گیٹ ضلع سنبھل، پن کوڈ-244302 یو. پی. (انڈیا)

موبائل نمبر: 09837655963, 09837739499

رضوی کتاب گھر

دہلی میں ملنے کا پتہ

423، مٹیا محل، اردو مارکیٹ، جامع مسجد، دہلی-110006 فون نمبر: 011-23264524

حق اکیڈمی

مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.) 9889868236

قادری کتاب گھر

اسلامیہ مارکیٹ، بریلی (یو. پی.)

کمال بک ڈپو

مدھوبن روڈ، گھوسی، ضلع مئو (یو. پی.)

کلیمیہ بک ڈپو

دریاپور، مالدہ، (بنگال) 33233180

JILANI DARUL-ISHAAT
Dahli Gate, Distt. Sambhal, U.P.

میثم قادری

معارف القرآن

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی

ادارہ معارفِ نعمانیہ

۳۲۳-شاد باغ لاہور-پاکستان